پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

امام غزالیؒ کی کتاب ــــ تحفۃ الملوک

امام زین الدین حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی طوسی (۴۵۰ - ۵۰۵ھ/۱۰۵۸ - ۱۱۱۱ء) عالمِ اسلام کی مایۂ ناز ہستیوں میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں دنیا میں سیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان کی عربی اور فارسی کتابوں کا بڑا حصہ بھی دنیا کی کئی اہم زبانوں میں منتقل ہو چکا ہے۔ تاہم نئی تحقیقات کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی پچپن (۵۵) سالہ زندگی کے دوران کوئی ۹۹ کتب لکھی تھیں۔ ان سالوں میں ان کے نئے رسائل اور مکتوبات کا انکشاف ہو رہا ہے۔ "تحفۃ الملوک" بھی ایسے رسائل میں شامل ہے۔

مسلمانوں کے ادب و شعر میں ملوک و سلاطین کی طرف بہت زیادہ اعتنا پایا جاتا ہے، کیونکہ یہ لوگ سیاہ و سفید کے مالک رہے اور مشہور قول ہے کہ "الناس علی دین ملوکھم" چنانچہ ملوک و سلاطین کی خاطر لکھی جانے والی کتب کے نام کثیر تعداد میں موجود ہیں جیسے سیر الملوک، نصیحۃ الملوک، اور ذخیرۃ الملوک۔ پہلی کتاب کے مصنف خواجہ نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ھ) ہیں۔ نصیحۃ الملوک امام غزالی کی ایک مبسوط کتاب ہے[۵۱] جسے انھوں نے ۵۰۳ھ میں لکھا اور معاصر حکمران محمد بن ملک شاہ کو پند و اندرز دیے۔ ذخیرۃ الملوک آٹھویں صدی ہجری کے مصنف میر سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) کی ایک تالیف ہے[۵۲] "تحفۃ الملوک" امام محمد غزالی کا ایک رسالہ ہے جس کے مخطوطے ان چند سالوں میں ملے۔ چنانچہ علامہ شبلی کی "الغزالی" اس کے ذکر سے خالی ہے[۵۳] مگر استاد جلال ہمائی سنا

---

۵۱ مرتبہ استاد جلال الدین ہمائی سنا۔ شائع کردہ انجمن آثار ملی تہران ۱۳۳۸ھ ش/۱۹۵۹ء۔ مقدمہ ۱۹۴ صفحے کا ہے اور متن ۲۶۱ صفحے کا۔ فہرس اور اشاریہ ان سے جدا ہے۔

۵۲ شائع کردہ شیخ نیاز علی خان۔ امرتسر ۱۳۲۱ھ/۱۳۲۳ھ میں یہ کتاب بہاولپور سے بھی شائع ہوئی تھی۔ راقم الحروف کا مرتبہ متن زیرِ اشاعت ہے۔

۵۳ البتہ شبلی تحفۃ الملوک کو نصیحۃ الملوک سمجھتے رہے ہیں۔

نے "غزالی نامہ" میں اس کا مختصر تعارف پیش کیا ہے ۔ اصل رسالے کو استاد محمد تقی پژوہ نے مجلہ دانشکدہ ادبیات مشہد کے شمارہ ۲، ۳ بابت بہار و خزان ۱۹۶۵ء میں شائع کروا دیا (ص ۲۵۰ تا ۳۰۰)، اور راقم الحروف اسے اردو خوانوں میں متعارف کرانے کی خاطر یہ چند سطور لکھ رہا ہے ۔

امام غزالی نے سلاطین و امرا کی اصلاح کے ذریعے عامۃ الناس کی اصلاح پر توجہ مبذول رکھی ۔ نصیحۃ الملوک کے علاوہ ان کے مکتوبات بھی اس امر پر دلالت کرتے ہیں ۔ امام موصوف کے مکتوبات کے مجموعے کا عنوان " فضائل الانام من مکاتیب حجۃ الاسلام " ہے[۵۴] اور وہ بے باکانہ پند و نصائح کے اعلیٰ نمونے ہیں ۔ گو یہ موضوع ان کی دیگر کتابوں جیسے احیاء علوم الدین اور ان کی فارسی تلخیص کیمیائے سعادت میں بھی ملتا ہے، مگر نیا دریافت شدہ رسالہ تحفۃ الملوک اس ضمن میں زیادہ توجہ کا مستحق ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کا ایک حصہ نصیحۃ الملوک نام کی کتاب کا خلاصہ ہے اور غالباً یہ بھی سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی التماس پر لکھا گیا ہے ۔ اختتامیے کی عبارت یوں ہے :

"ایزد تعالیٰ سعادت دین و دنیا نثار روزگار عزیز سلطان اسلام کناد و آفتہای روزگار بد ازان دل و جان و تن بگرداند و بر دست او آن را باد کہ رضا باری عزّ و علا در آن بود، تا دولت ملک دنیا سعادت اخروی گردد و بعدل و حسن رای و ہمت عالی او جہان آراستہ گردد و سنتہائے نیکو نہادہ شود کہ تا جہان بود، ثواب آن بدالیون او می رسد بمنہ و کرمہ و جودہ و مشیتہ ۔"

کتاب کے ابواب اور خلاصہ مطالب

امام غزالی کی نصیحۃ الملوک کے صرف سات ابواب ہیں مگر تحفۃ الملوک کے ابواب کی تعداد گیارہ ہے ۔ ان دونوں کتابوں کے ابواب میں کوئی اشتراک نظر نہیں آتا ۔ دراصل پہلی کتاب کے مطالب سیاسی نوعیت کے ہیں اور ان میں سلاطین و ملوک، وزرا اور ندما اور سلاطین کے جملہ معاشرین کی سیرت و عمل کے بارے میں باتیں بیان کی گئی ہیں، مگر تحفۃ الملوک کے مطالب، باب سوم کو مستثنیٰ کرتے ہوئے جس میں عدل و احسان اور ان کی شرائط کا ذکر ہے، دینی اور صوفیانہ ہیں ۔ بادشاہ کے نام لکھے جانے کی مناسبت سے اس کا عنوان تحفۃ الملوک رکھا گیا، ورنہ اس کے دینی مطالب ملوک و

---

[۵۴] مرتبہ استاد عباس اقبال آشتیانی، تہران، ۱۳۳۳ھ / ۱۹۵۴ء

سلاطین کی نسبت سے جوڑ نہیں کھاتے ۔ علامہ شبلی نے "الغزالی" میں جس مختصر کتاب کو نصیحۃ الملوک کہا اور اس کے مضامین کی طرف اشارہ کیا،[۵۵] وہ دراصل نصیحۃ الملوک نہیں بلکہ یہی تحفۃ الملوک معلوم ہوتی ہے ۔ جیساکہ پروفیسر جلال ہمائی سنائی نے نصیحۃ الملوک کے مقدمے میں واضح کیا ہے، یہ کتاب دیگر ناموں سے بھی موسوم رہی ہے، مگر اکثر مخطوطے یہ نکتہ واضح کیے دیتے ہیں کہ نصیحۃ الملوک اور تحفۃ الملوک دو جداگانہ کتابیں ہیں۔ اس دوسری کتاب کے عنوانات حسب ذیل ہیں :

باب یکم : اعتقاد و ایمان ـــ باب دوم : علما کے اختلافات کی صورت ـــ باب سوم : عدل و انصاف اور اس کی شرائط ـــ باب چہارم : طہارت اور اس کے آداب ـــ باب پنجم : نماز اور اس کے اسرار و رموز ـــ باب ششم : روزہ اور اس کی شرائط ـــ باب ہفتم : ادائے زکوٰۃ اور اس کے اسباب ـــ باب ہشتم : حج اور اس کی شرائط ـــ باب نہم : شکار اور فقہِ حنفی کی رو سے اس کے بعض مسائل ـــ باب دہم : انبیائے کرامؑ اور مشائخ تصوف کی بعض حکایات ـــ باب یازدہم : فریضۂ جہاد ۔

باب یکم میں عقائدِ ایمانی کا بیان بصیرت افروز انداز میں ملتا ہے ۔ عقیدۂ توحید و رسالت، فرشتوں، آسمانی کتب اور آخرت پر ایمان رکھنے اور دیگر جزئیاتِ ایمان کے بارے میں امام موصوف نے ایمان افزا اسلوب میں بحث کی ہے ۔ ابتدا میں ذاتِ باری تعالیٰ کی احدیت اور قیومیت نیز "صفات" کے تعدد کا بیان ہے ۔ آغازِ کلام یوں ہے : "جان لے کہ اللہ ایک ہے ۔ اس کا کوئی شریک نہیں ۔ وہ یگانہ ہے ۔ اس

---

۵۵ الغزالی، شائع کردہ عرفان پبلشرز صدر بازار لاہور کینٹ (س ن) ص ۲۲۵ تا ۲۲۷ ۔ نصیحۃ الملوک (دیکھیں حوالہ ۱ بالا) کے سات ابواب کے عنوانات حسب ذیل ہیں ۔

باب یکم، در عدل و سیاست و سیرت ملوک و ذکر پادشاہان پیشین ۔

باب دوم، در سیاست وزارت و سیرت وزرای معروف ۔ باب سوم، اندر ذکر دبیران سلاطین ۔

باب چہارم، در توصیف بعضی از ملوک و بلند ہمتی آنان ۔ باب پنجم، در ذکر حکیمان و سخن ہای حکمت ۔

باب ششم، در شرف خرد و ذکر خردمندان ۔ باب ہفتم، اندر ذکر زنان و خیر و شر آنان ۔

۵۶ ۔ نصیحۃ الملوک کا عربی ترجمہ دست یاب ہے اور ان دنوں اس کا ایک اردو ترجمہ بھی اشاعت پذیر ہونے لگا ہے ۔

جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ اس کی ابتدا نہیں کیونکہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ وہ ہمیشہ رہے گا کہ اس کی انتہا نہیں۔ اس کا وجود اپنی ذات سے قائم ہے، مگر دوسرا کوئی وجود اس سے بے نیاز نہیں۔ وہ اپنی ذات سے قائم ہے مگر دوسروں کا وجود اس کی ذات کا محتاج ہے۔ قیوم کا مفہوم یہی ہے۔ اس کی ذات جوہر ہے نہ عرض اور نہ کوئی دوسری چیز اس جیسی ہے۔ . . " قرآن مجید کے ذکر میں غزالی اپنے اشعری عقائد کا اظہار کرتے ہیں کہ قرآن مجید کلام قدیم ہے، غیر مخلوق ہے اور لفظی و معنوی طور پر خدا کا کلام ہے۔ اس باب کا ایک ابتدائیہ اور دو فصلیں ہیں۔

اختلاف علما کے بارے میں دوسرا باب بھی ذات و صفات اور اعمالِ دین کے اختلافات کے بارے میں ہے۔ ذات و صفات کے اختلافات کو غزالی ناروا بدعت اور کفر آموز کام قرار دیتے ہیں مگر اعمالِ دین کی جزئیات کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ فقہی اور اجتہادی اختلافات میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ان اختلافات کو ناروا نزاعات اور مخاصمات کا موجب نہیں بننا چاہیے۔

عدل اور اس کی شرائط کے تحت تیسرے باب کی مختصر سی آٹھ فصلیں ہیں، اور در اصل یہی باب کتاب کے عنوان سے مطابقت رکھتا ہے۔ افتتاحی عبارت کا ترجمہ یوں ہے: "جان رکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کوئی اپنے مومن بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے، اس کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ جاننا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے حکم و فرمان کی مخالفت عظیم گناہ ہے اور بے حد خطرناک بات۔ مگر دوسروں کے حقوق کی مراعات نہ کرنا اس سے بھی خطرناک ہے کیونکہ جب تک دعویٰ دار معاف نہ کرے، توبہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور ظالم کو عرصۂ محشر میں مظلوم کے سامنے پیش ہوکر صورتِ حال بتانی ہوگی اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے حق سے محروم نہ کرے گا۔ ولایت معنوی کے مرتبے پر غور کریں جو نبوت کے بعد اعلیٰ ترین رتبہ ہے۔ اس مرتبے کے حامل کی سعادت کا سرمایہ بے حد عظیم ہے مگر اس رتبے والے کی شقاوت اور گناہ کی سزا بھی بے حد خطرناک ہوگی۔ ولایت صوری کا بھی یہی حال ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطانِ عادل کے عدل کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادات پر فائق ہے۔ فرمانِ رسولؐ ہے کہ سات قسم کے لوگ قیامت کے دن عرشِ ایزدی کے مخصوص سایے کے نیچے ہوں گے: اوّل عادل سلطان ہے۔ دوم وہ جوان جو عبادت میں محو رہ کر چل بسا ہو۔ سوم وہ مرد جس کا دل بازار میں کام کرتے ہوئے بھی مسجد میں لگا ہو۔

پنجم وہ لوگ جن کی دوستی رضائے خداوندی کی خاطر ہو۔ ششم وہ شخص جسے حسین و جمیل عورت دعوتِ گناہ دے، مگر وہ کہے کہ "میں خدا سے ڈرتا ہوں"۔ ہفتم وہ جو دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ و خیرات دے کر بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ نبی اکرم کا ارشاد ہے کہ عادل حاکم خدائے تعالیٰ کا محبوب ہے اور ظالم حکمران مغضوبِ باری تعالیٰ ہے۔ حدیثِ قدسی ہے کہ قسم اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، سلطانِ عادل کے ایک دن کے اعمال عرشِ بریں پر پہنچتے ہیں کہ جملہ رعیت کے اعمال ان کی برابری نہیں کر سکتے اور اس کی ہر نماز کا ثواب دوسروں کی ستر ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے۔ اگر عدل و انصاف کی حکمرانی کا یہ درجہ ہے تو اس نسخۂ اکسیر کو زائل کرنا اور اس سعادت سے استفادہ نہ کرنا شقاوت و بدبختی کے سوا کیا ہے؟ . . .

باب چہارم، ظاہری اور باطنی طہارت کے بارے میں ہے۔ اس باب میں جہاں غسل اور وضو و تیمم وغیرہ کے مسائل مندرج ہیں، وہاں باطنی طہارت جیسے زبان کو بدگوئی اور دل کو کینے اور عداوت سے پاک رکھنے کی تلقین بھی دلآویز انداز میں ملتی ہے۔ طہارت کے فقہی مسائل کو امام موصوف نے حنفی اور شافعی حضرات کی کتب کے حوالے میں بیان کیا ہے۔

باب پنجم تا ہشتم میں بالترتیب نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے اسرار و رموز اور ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ان ابواب میں مختصر فصول ہیں اور جملہ اہم مطالب ان صفحات میں سمٹ آئے ہیں۔ مسائلِ فقہی میں حنفی اور شافعی فقہ کے فرق و امتیاز کو جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔

ابتدا میں فلسفۂ عبادت بیان کیا گیا ہے اور اسے پڑھ کر اقبال کے "جوابِ شکوہ" کا یہ شعر برملا زبان پر آنے لگتا ہے:

رہ گئی رسمِ اذان، روحِ بلالی نہ رہی   فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

غزالی فرماتے ہیں کہ نماز عبادت شعار بننے کے لیے آدمی کو آمادہ کرتی ہے اور اس کا مدعا یہ ہے کہ آدمی ظاہری اور باطنی تقویٰ اختیار کرے اور پاکیزگی کو ملحوظِ خاطر رکھے۔ روزے کا بھی یہی مطلب ہے اور اس سے ضبطِ نفس اور تحمل کا سبق بھی ملتا ہے۔ زکوٰۃ، مالی قربانی سکھاتی ہے تاکہ انسان دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہو اور مالی قربانی کا عادی ہو کر جان کی قربانی کے لیے آمادہ ہو سکے جو جہاد و قتال کے موقع کے لیے مخصوص ہے۔ امام موصوف نے حج کے معاشرتی اور روحانی فوائد پر تفصیل سے لکھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ا،

چار ابواب میں فلسفۂ عبادات پر ایسی باتیں تحریر کی گئی ہیں جو دل میں جذب ہوتی چلی جاتی ہیں۔

باب نہم حلال اور حرام جانوروں کے شکار کے بارے میں ہے۔ اس زمانے میں حکام و امرا شغلِ شکار کے خاص طور پر دلدادہ تھے اور مختلف جانور اور پرندے بھی فراوانی سے دستیاب تھے۔ امام غزالی نے مختلف چرند و پرند کی حلت و حرمت کے بارے میں مختصر بحث فرمائی ہے۔

باب دہم میں انبیا و مشائخ کی دل پذیر حرکات مرقوم ہیں۔ متن کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکایات معاصر سلطان کی فرمائش پر لکھی گئی تھیں۔

ابتدا میں حضرت آدم کی تخلیق، ان کے مسجودِ ملائک بننے، ابلیس کے سجدے سے انکار کرنے، حضرت موصوف کے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے اور بہشت سے نکال دیے جانے کا بیان ہے اور آخر میں اُن کی توبہ وانابت اور سرزنش کا۔ دوسرے نمبر پر حضرت ابراہیم کا ذکر ہے۔ پہلے ان کی سخاوت کا بیان ہے کہ بھیڑ بکریوں کے تین سو ریوڑ انھوں نے راہِ خدا میں دے دیے اور خود اپنے فقر و افلاس کا ذرا خوف نہ کیا۔ دوسرا واقعہ ان کے آتشِ نمرود میں کود جانے اور آتش کے گُل گلزار بن جانے کا ہے۔

امام غزالی اولادِ ابراہیمؑ کی برکات و سعادات سے بحث فرماتے اور اسے اعمالِ ابراہیم کی ایک صورت قرار دیتے ہیں۔ بعد کا بیان حضرت موسیٰ کے بارے میں ہے۔ حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن کی انتیس (۲۹) سورتوں میں آیا ہے۔ ان کا صندوق میں ڈالے جانا، فرعون کے ہاں پلنا، بعد میں مدین چلے جانا اور حضرت شعیب کی زیرِ تربیت رہنا، نبوت ملنا، فرعون سے مقابلے اور کامیابیاں اور فرعون اور اس کے عساکر کی غرقابی وغیرہ دیگر جزئیات کو امام موصوف کے بیان میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے حصے کا آخری حصہ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"بلعم باعور بنی اسرائیل کا ایک زاہد شخص تھا۔ اسے اسم اعظم کا علم تھا۔ اس نے چار سو سال تک خدا کی عبادت کی تھی۔ اسے اپنی بیوی سے پیار تھا۔ وہ عبادت کرنے کی بنا پر مستجاب الدعا تھا۔ حضرت موسیٰ جب سفر میں تھے تو لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ بددعا کرے تاکہ حضرت موسیٰ صحرا سے نہ نکل سکیں۔ اس نے یہ بات نہ مانی مگر لوگوں نے اس کی بیوی کو رشوت دی اور اس نے لجاجت اور تہدید کے ذریعے بلعم باعور کو بددعا کرنے کے لیے راضی کر لیا۔ اس کی بددعا سے حضرت موسیٰ چالیس برس تک صحرا میں سرگرداں رہے۔ آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ اس سرگردانی کی علت انھیں بتائی جائے۔ خدا

آئی کہ بلعم باعور مستجاب الدعا ہے اور اس نے تمھارے خلاف دعا کی ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ باوجود نبی ہونے کے کیا میں مستجاب الدعا نہیں؟ جواب ملا، کیوں نہیں ۔ تم دعا تو کرو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے سحری کے وقت دعا کی جس سے بلعم باعور کی بددعا کا اثر زائل ہوگیا اور اسم اعظم کی پناہ سے بھی وہ محروم ہوگیا۔ بلعم باعور کا منہ کج ہوگیا اور اس کی زبان باہر نکل گئی تھی ۔ قرآن مجید میں "فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ" (الاعراف: ۱۷۶) کے ذریعے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بلعم باعور اور حضرت موسیٰ کے قصے کا ہم نے تحت اللفظ ترجمہ نہیں کیا، بلکہ اس کی تلخیص لکھ دی ہے۔ بعد میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام کے چند واقعات لکھے گئے ہیں۔ یہ تمام قرآنی واقعات ہیں۔ پھر خلفائے راشدینؓ کے جود و سخا، جواں مردی، ایثار اور تقویٰ پر مبنی چند قصص لکھے گئے ہیں۔ مشائخ میں صرف حضرت شیخ عبدالرزاق صنعانی کی ایک داستان لکھی گئی ہے۔ یہ وہی داستان ہے جو شیخ عطار نیشاپوری (م ۶۱۸ھ) کی مثنوی "منطق الطیر" میں داستان شیخ صنعان کی بنیاد بنی ہے۔ چونکہ منطق الطیر کے ذریعے یہ داستان معروف ہے، لہٰذا اس کے لکھنے سے احتراز کیا جاتا ہے۔ البتہ اس کا مدعا یہ ہے کہ دین داری وہی صحیح ہے جو عمل اور یقین کے ساتھ محکم ہو ورنہ بڑے بڑے مشائخ کا دعویٰ اسلام زنار داری ثابت ہوسکتا ہے۔

تحفۃ الملوک کا باب یازدہم جہاد کے بارے میں ہے۔ اس باب کی پانچ فصول ہیں۔ اس کے آغاز کو ملاحظہ فرمائیں اور چھٹی صدی ہجری کے ابتدا کے عالم اسلام کے واقعات کو ذہن میں لائیں۔ اتفاق سے ان دنوں بھی مسلمانوں کے بعض عتبات عالیہ کی سرنوشت اسی طرح ہے جس طرح امام غزالی کے زمانے میں تھی:

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" (التوبہ: ۱۱۱)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید رکھے ہیں کیونکہ ان کے لیے بہشت ہے۔

یہاں نفس و مال کی قربانی سے جہاد کی طرف اشارہ ہے جو دینِ اسلام کے اصول میں سے ایک اصل ہے۔ جہاد ایک وہ ہے جو کفار سے دارالکفر میں جا کر کیا جائے، مگر فی زماننا حالات دگرگوں ہیں۔ ان دنوں کفار، دیارِ اسلام کے کئی حصوں پر قابض ہیں اور مسلمانوں کی مساجد و منابر پر متصرف ہیں۔ روضہ حضرت خلیل ان دنوں خوک خانہ بنا ہوا ہے اور محراب حضرت زکریا اور مہدِ حضرت عیسیٰ خم خانہ ہے۔ آج اہلِ کفر دندناتے پھرتے

ہیں اور شعارِ اسلام کی کھلم کھلا تضحیک کر رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کے سلطان پر نماز کی طرح فرض ہے کہ کفار کا قلع قمع کرے اور اگر اس معاملے میں وہ بے عملی کا ثبوت دے گا تو عذابِ الٰہی سے نہیں بچ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ روزِ جزا فرمائے گا کہ میں نے تجھے قوت و قدرت دی اور تو نے دار الاسلام کو آزاد کرانے، مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی فریاد رسی کرنے کے لیے کچھ نہ کیا اور اس جرم کی سزا ابد الآباد تک کا عذاب ہے . . . "

اس باب میں امام غزالی مالی اور جانی قربانی کے فلسفے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے اور غازی اور شہید کے مرتبہ و مقام پر بحث کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب موت ناگزیر ہے تو شہید ہو جانا کس قدر قابلِ سعادت بات ہے۔ غزالی انبیا و رسل کی جنگوں اور نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے نتائج سے بحث فرماتے ہوئے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ ان سے ایک بار پھر علامہ اقبال کا ایک بہترین شعر یاد آنے لگتا ہے :

جنگِ مومن، سنتِ پیغمبری است جنگ شاہانِ جہان غارت گری است

تہافۃ الفلاسفہ

تلخیص و تفہیم : مولانا محمد حنیف ندوی

امام غزالی کی مشہور کتاب تہافۃ الفلاسفہ اور اس کے جواب میں ابنِ رُشد کی تہافۃ التہافۃ کو اسلامی عقائد و افکار میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ مولانا ندوی نے ایک تو تہافۃ الفلاسفہ کی اس تلخیص و تفہیم میں غزالی کے تنقیدی شاہ کار و افکار کو شگفتہ اور رواں دواں اُردو میں پیش کیا ہے، دوسرے ایک طویل مقدمہ سپردِ قلم کیا ہے جس میں غزالی اور ابن رُشد کے خیالات و افکار کا جچا تلا محاکمہ کیا گیا ہے۔ اسلامی فلسفہ کے موضوع پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے۔

صفحات ۲۲۸ قیمت ۱۵/= روپے

ملنے کا پتا : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور